علیہم الصلوٰۃ والسلام

تمام انبیائے کرام کا دِین اسلام ہی تھا

از: مفتی محمد قاسم قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا دین اسلام ہی تھا

اسلام کا عام فہم معنی یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی گردن جھکا کر حکمِ خداوندی کو تسلیم کرلے اور ہر طرح کے انکار و سرکشی سے نکل کر اطاعت اختیار کرے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واحد قابلِ قبول دین ہے اور بنیادی طور پر اسلام سے مراد صرف وہ دین نہیں جو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لے کر آئے، بلکہ اصولی طور پر اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہر دین "**اسلام**" ہی ہے، کیونکہ ہر نبی کی دعوت کی بنیاد اللہ کی بھیجی ہوئی ہدایت کو تسلیم کرنے، اس کی اطاعت کرنے اور توحید و آخرت وغیرہا عقائد پر ایمان رکھنے پر تھی۔ تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کو اسی کی دعوت دے کر مبعوث فرمایا گیا اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے بعد قیامت تک کے لیے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی لائی ہوئی اصولی ہدایت اور تفصیلی تعلیمات کا نام "**اسلام**" ہے اور اب یہی نجات اور کامیابی کا واحد راستہ ہے۔

یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے دین کو "**یہودیت**" اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے دین کو "**عیسائیت یا مسیحیت یا نصرانیت**" کا نام خود انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے نہیں دیا۔ یہ نام بعد کے ادوار میں ان کی امتوں کی طرف سے رکھے گئے ہیں، جبکہ قرآنِ کریم ان انبیاء کے پیروکاروں کو "**مسلم**"، "**مسلمون**" اور "**مسلمین**" کے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔

اصطلاحِ شرع کے اعتبار سے اسلام کا معنی یہ ہے کہ خدا کے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو خبریں اور احکام لے کر تشریف لائے، ان کی تصدیق کی جائے اور انہیں دل و جان سے مان لیا جائے اور ان تمام باتوں کی حقانیت کا اقرار کرنے کا بھی حکم ہے۔ یہی تصدیقِ قلبی ایمان کا حقیقی و اصطلاحی معنی ہے، اس اعتبار سے ایمان اور اسلام ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔ البتہ لغت کے اعتبار سے ان میں فرق ہے۔

www.dawateislami.net

تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیمُ کی تعلیمات میں جو عقائد اور بنیادی اصول و احکام مشترک رہے ہیں، ان سب کا نام دین ہے۔ شریعتوں کی بعض تفصیلات بدلتی رہیں، لیکن وہ بھی دراصل اسلام ہی کی جزوی تفصیلات تھیں اور انہیں ان کے زمانے میں قبول کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری تھا کہ وہ تبدیل ہونے والے شرعی احکام بھی خدا ہی کے احکام تھے اور اسلام خدا کے ہر حکم کو ماننے کا نام ہے۔ باقی شرعی احکام کے جزوی فرق کے باوجود دین اپنی اصل میں ہمیشہ ایک ہی رہا، یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی، اس کی توحید، اس کے رسولوں کی اطاعت اور آخرت پر ایمان۔

اسلام مکمل انقیاد و اطاعت اور کامل اتباع کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ یہی اسلام قابلِ قبول دین رہا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ایک نہایت جامع اور فیصلہ کن اعلان فرمایا: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔" (پارہ 03، سورۃ آل عمران، آیت 19)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا کہ اس کے ہاں اسلام کے علاوہ کوئی دین قابلِ قبول نہیں۔ اسلام کا معنی یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے، صرف اسی کی عبادت کرے، اسی کے سامنے جھکے، اسی کی اطاعت کرے، اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور اس کی نازل کردہ کتابوں کو مانے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر رسول عَلَیْہِ السَّلَامُ کو دینِ اسلام کی اصولی ہدایت کے ساتھ ایک شریعت عطا فرمائی۔ ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور جملہ ہدایات کو ماننے کی دعوت دی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو آخری نبی کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد اللہ تعالیٰ کسی شخص سے آپ کے لائے ہوئے دین کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں فرمائے گا، کیونکہ فی نفسہ تو اسلام یہ ہے کہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول کی پیروی کی جائے، لیکن پھر جب خاتم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی

www.dawateislami.net

بعثت کے ذریعے سلسلۂ نبوت مکمل ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے تمام راستے بند ہو گئے اور صرف ایک راستہ باقی رہا، یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی اتباع کا راستہ۔ چنانچہ اب جو شخص آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی شریعت کے علاوہ کسی اور شریعت یا دین کو اختیار کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول نہیں ہو گا، کیونکہ وہ دوسرا راستہ اب اسلام نہیں ہو گا۔ اس امر کو قرآنِ کریم نے دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا: ﴿ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: ”اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا، تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔“

(پارہ 03، سورۃ آل عمران، آیت 85)

پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے دین کے اسلام ہونے اور ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے دین کے اسلام ہونے کو دوسرے انداز میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ عمومی معنی کے اعتبار سے اسلام اس اطاعت کا نام ہے، جو سیدنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد سے قیامت تک اللہ تعالیٰ کے ہر نبی کی تعلیم اور شریعت کے مطابق کی جائے۔ اس اعتبار سے تمام انبیائے کرام اور ان کے سچے پیروکار مسلمان تھے، لیکن اب مخصوص و متعین معنی کے اعتبار سے اسلام اس دین کا نام ہے، جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو عطا کیا گیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت کے بعد سابقہ تمام شریعتیں اصولی طور پر منسوخ ہو گئیں، لہٰذا اب صرف وہی شخص مسلمان ہے، جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی پیروی کرے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانے میں ان کے سچے پیروکار مسلمان تھے، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانے میں ان کے سچے پیروکار مسلمان تھے، جیسا کہ آگے آیات میں مذکور ہے، لیکن جب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لے آئے، تو اب تمام لوگوں پر ضروری ہو گیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائیں۔ لہٰذا کسی دوسرے آسمانی دین کو ماننے والا بھی اگر

www.dawateislami.net

محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان نہیں لائے گا، تو وہ مسلمان نہیں کہلائے گا۔

اب ہم قرآنِ کریم کی روشنی میں زمانی ترتیب کے مطابق انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور ان کے اسلام کا تذکرہ کرتے ہیں۔

سب سے پہلے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَامُ کا ذکر آتا ہے۔ قرآن میں فرمایا کہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَامُ نے اپنی قوم سے فرمایا: ﴿وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (پارہ11، سورۃ یونس، آیت72)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَامُ کی دعوت بھی اسلام ہی تھی اور وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں میں سے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کا دور آتا ہے، جو تمام انبیائے کرام میں ایک عظیم مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسلام اور کامل اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْۙ-قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "یاد کرو جب اس کے رب نے اسے فرمایا: فرمانبرداری کر، تو اس نے عرض کی: میں نے فرمانبرداری کی اس کی جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔" (پارہ01، سورۃ البقرۃ:131)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے لفظ "مسلم، مسلمان" صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًاؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ﴾ ترجمہ: ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی، بلکہ وہ ہر باطل سے جدا رہنے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ (پارہ03، سورہ آل عمران، آیت67)

پھر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل عَلَیْہِمَا السَّلَامُ کی وہ دعا نقل فرمائی جس سے ان کے دین کا **"اسلام"** ہونا مزید واضح ہو جاتا ہے۔ دونوں حضرات نے دعا کی: ﴿رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "اے ہمارے رب: اور ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار رکھ

www.dawateislami.net

اور ہماری اولاد میں سے ایک ایسی امت بنا جو تیری فرمانبردار ہو۔"

(پارہ01،سورۃالبقرۃ،آیت128)

نیز اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دینِ ابراہیم ہی کے بارے میں بتاتا ہے:﴿مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَؕ-هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان:"تمہارے باپ ابراہیم کے دین (میں کوئی تنگی نہ تھی)۔اس نے پہلی کتابوں میں اور اس قرآن میں تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔" **(پارہ17،سورۃالحج،آیت78)**

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ **"مسلم"** کا لقب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام سے بھی ثابت ہے۔

اسی تسلسل میں حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کا واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے۔جب ان کا وصال قریب آیا، تو انہوں نے اپنی اولاد سے پوچھا:﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْؕ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان:"(اے بیٹو!) میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے؟"

اولاد نے جواب دیا:﴿نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًاۖۚ-وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان:"ہم آپ کے معبود اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک معبود ہے اور ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔"

(پارہ01،سورۃالبقرۃ،آیت133)

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی اولاد کی اصل دعوت بھی اسلام اور توحید ہی تھی۔

حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی اولاد سے فرمایا:﴿فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان:"تو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔" **(پارہ01،سورۃالبقرۃ:132)**

یہ وصیت اس بات کی دلیل ہے کہ بنی اسرائیل کی نسل میں اصل پیغام اسلام ہی تھا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ دین صرف وقتی احکام کا نام نہیں، بلکہ اللہ کی اطاعت کا تسلسل ہے، جو نسل در

نسل منتقل ہوتا رہا۔

حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد زمانی ترتیب سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا دور آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوت کا خلاصہ بھی اسلام، توحید اور اللہ تعالیٰ پر کامل اعتماد کو قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ قَالَ مُوْسٰى یٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَیْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: ”اور موسیٰ نے کہا: اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو اگر تم مسلمان ہو، تو اسی پر بھروسہ کرو۔“ **(پارہ 11، سورۃ یونس، آیت 84)**

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی دعوت کا مرکز بھی اسلام ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان، اسی پر توکل اور اس کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ہی اسلام کی حقیقت ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تورات اور بنی اسرائیل کے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌۚ-یَحْكُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: ”بیشک ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور نور ہے، فرمانبردار نبی یہودیوں کو اسی کے مطابق حکم دیتے تھے۔“ **(پارہ 06، سورۃ المائدۃ، آیت 44)**

یہاں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبیوں کو ﴿الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا﴾ فرمایا، یعنی وہ نبی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اختیار کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا دین بھی اسلام ہی تھا۔

اس کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کا دور آتا ہے۔ ان کے زمانے میں ملک ”سبا“ کی ملکہ ایمان لائیں، تو انہوں نے جو الفاظ کہے، وہ بھی اسلام کی عالمگیر حقیقت کو واضح کرتے ہیں: ﴿قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: ”اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اس اللہ کے حضور گردن رکھتی ہوں

جو سارے جہان کا رب ہے۔" (پارہ 19، سورۃ النمل، آیت 44)

یہاں بھی کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے ہی کا ذکر ہوا ہے اور ملکہ سبا نے اللہ رب العالمین کے حضور گردن جھکانے کا اعلان کیا ہے اور یہی اسلام ہے۔

پھر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا زمانہ آتا ہے۔ قرآنِ کریم بتاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے مخلص ساتھی، یعنی حواریین بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْۚ-قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "اور جب میں نے حواریوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ، تو انہوں نے کہا: ہم ایمان لائے اور (اے عیسیٰ!) آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔"

(پارہ 07، سورۃ المائدۃ، آیت 111)

یہ آیت اس حقیقت پر روشن دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے مخلص پیروکار بھی اسلام ہی کے داعی تھے۔ ان کا دین اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کے رسول پر ایمان اور اس کے احکام کی اطاعت تھا۔

ان تمام آیات کو جمع کیا جائے، تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تک تمام انبیائے کرام کا دین ایک ہی تھا۔ شریعتوں کی بعض جزوی تفصیلات، کچھ جگہوں پر مختلف ہوتی تھیں، لیکن اصل دین، یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اسلام، ہمیشہ ایک ہی رہا۔

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ شوریٰ میں یوں بیان فرمایا: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "اس نے تمہارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوح کو تاکید فرمائی

اور جس کی ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی اور جس کی ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو تاکید فرمائی کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔" **(پارہ 25، سورۃ الشوریٰ، آیت 13)**

اسی طرح ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌؕ(51) وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو، بیشک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔ اور بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں تو مجھ سے ڈرو۔" **(پارہ 18، سورۃ المؤمنون، آیت 51-52)**

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی اسی حقیقت کو بیان فرمایا: چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: "عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم: أنا أولى الناس بعيسى ابن مريم في الدنيا والآخرة، والأنبياء إخوة لعلات، أمهاتهم شتى، ودينهم واحد" ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ ابنِ مریم سے سب لوگوں سے زیادہ قریب ہوں، اور انبیاء علاتی بھائی ہیں؛ ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الأنبیاء، جلد 02، صفحہ 458، الحدیث 3443، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

انبیائے کرام کے علاتی یعنی باپ شریک بھائی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اصول ایک ہیں اور مائیں مختلف ہونے سے مراد ہے کہ ان کی شریعتیں جدا جدا ہیں۔ خلاصہ یہی ہوا کہ تمام انبیائے کرام کا دین ایک تھا، لیکن ان کی شریعتوں میں بعض احکام مختلف تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے مطابق کسی زمانے میں ایک حکم دیتا اور پھر کسی دوسری مصلحت کی بنا پر دوسرا حکم عطا فرما دیتا۔ اس کو "نسخ" کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک واضح مثال قبلہ کی تبدیلی ہے کہ سابقہ بہت سے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بلکہ ایک زمانے میں مسلمانوں کو بھی بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم

www.dawateislami.net

دیا گیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ دونوں حکم اپنے اپنے وقت میں حق اور واجب الاطاعت تھے۔ پہلے حکم پر اس وقت عمل کرنا اسلام تھا، اور بعد میں نئے حکم پر عمل کرنا اسلام بن گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی اصل حقیقت اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس وقت جو حکم دے، اس کی تعمیل ہی اسلام ہے۔ اگر کوئی شخص منسوخ حکم پر اصرار کرے اور نئے حکم کو قبول نہ کرے، تو وہ اطاعت گزار نہیں رہتا۔

اسی اصول کی روشنی میں سمجھنا چاہیے کہ سابقہ شریعتوں پر عمل کرنا اپنے اپنے زمانوں میں حق تھا، لیکن جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مبعوث ہو گئے، تو سابقہ شریعتیں منسوخ ہو گئیں اور ان پر عمل کرنا حکمِ خداوندی کے خلاف ہو گیا۔ اب اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی شخص مسلمان ہے، جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی اتباع کرے، کیونکہ جب اسلام، اللہ کی مکمل اطاعت کو تسلیم کرنے کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر کے بتا دیا کہ اب خدا کی مکمل اطاعت کو ماننا یہ ہے کہ قرآن کے نزول سے لے کر قیامت تک کے عرصے کے لئے دنیا بھر کے تمام انسان محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو خدا کا آخری پیغمبر مانیں اور ان کی کامل اطاعت کو قبول کریں، تو اب جو بھی اس سے ہٹ کر چلے گا، وہ اسلام سے ہٹ جائے گا اور اس کا دین، دینِ اسلام نہیں ہو گا، بلکہ کوئی اور دین ہو گا، جو خدا کے ہاں قبول نہیں ہو گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ترجمۂ کنز العرفان: "اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا، تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"
(پارہ 03، سورۃ آل عمران، آیت 85)

قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے دین ہی کو ماننا اس لئے ضروری ہے، کیونکہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی بعثت صرف عربوں کے لیے نہیں تھی، بلکہ تمام انسانوں کے لیے تھی۔ قرآنِ کریم اس حقیقت کو متعدد مقامات پر بیان کرتا

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔" (پارہ09، سورۃ الاعراف، آیت158)

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: "وہ (اللہ) بڑی برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا، تاکہ وہ تمام جہان والوں کو ڈر سنانے والا ہو۔" (پارہ18، سورۃ الفرقان، آیت1)

احادیثِ مبارکہ میں بھی یہ مضمون بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "والذي نفس محمد بيده، لا يسمع بي أحد من هذه الأمة يهودي ولا نصراني، ثم يموت ولم يؤمن بالذي أرسلت به، إلا كان من أصحاب النار" ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ) کی جان ہے! اس امت میں سے جو شخص بھی میرے بارے میں سنے، خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر اس چیز پر ایمان لائے بغیر مر جائے جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے، تو وہ ضرور جہنمیوں میں سے ہو گا۔

(صحیح المسلم، کتاب الایمان، صفحہ90، الحدیث153، مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت)

بلکہ یہاں تک فرمایا: "لو كان موسى حياً ما وسعه إلا اتباعي" ترجمہ: اگر موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ بھی زندہ ہوتے، تو ان کے لیے بھی میری اتباع کے سوا کوئی راستہ نہ ہوتا۔

(شعب الایمان، باب ذکر حدیث جمع القرآن، جلد01، صفحہ347، الحدیث174، مطبوعہ ریاض)

ایک اور حدیث میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "بعثت إلى كل أحمر وأسود" ترجمہ: مجھے ہر سُرخ و سیاہ کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

(صحیح المسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، صفحہ265، الحدیث521، مطبوعہ دار ابن حزم، بیروت)

اور ایک حدیث میں فرمایا:" وكان النبي يبعث إلى قومه خاصة وبعثت إلى الناس عامة "ترجمہ: اور پہلے نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے، جبکہ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب التیمم، جلد01، صفحہ137، الحدیث335، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسی عالمگیر نبوت کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے عرب و عجم کے بادشاہوں، اہلِ کتاب اور مختلف اقوام کے سربراہوں کو خطوط روانہ فرمائے اور سب کو اسلام کی دعوت دی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، کوئی نئ شریعت بھی نہیں آسکتی، وحی کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے اور لوگوں کو ایک ایسی شریعت عطا کر دی گئ ہے، جو قیامت تک تمام زمانوں اور تمام علاقوں کے لیے کافی ہے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہمیں دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

18جولائی2026

www.dawateislami.net